

## امام علیؑ اور غزوں میں شرکت

<"xml encoding="UTF-8?>



### امام علیؑ اور غزوں میں شرکت غزوں پیغمبر

امام علیؑ نے اسلام کے غزوں اور سرایا میں مؤثر کردار ادا کیا۔ غزوہ تبوک کے سوا تمام غزوں میں رسول اللہؐ کے ساتھ دشمنان اسلام کے خلاف لڑے۔ [161] آپ بہت سی جنگوں میں سپاہ اسلام کے اصلی سپہ سالار رہے [162] اور جیسے جنگ میں بہت مسلمان فرار اختیار کرتے تھے وہ کبھی فرار نہیں ہوئے اور ہمیشہ آنحضرتؐ کے ساتھ رہے اور جنگ کرتے رہے۔ [163]

#### جنگ بدر

جنگ بدر یا غزوہ بدر مسلمانوں اور کفار کے درمیان پہلی جنگ تھی جو بروز جمعہ 17 رمضان المبارک سنہ 2 ہجری کو بدر کے کنوئں کے کنارے واقع ہوئی۔ [164] اس جنگ میں ابو جہل، [165] عتبہ بن ربیعہ [166] جیسے قریش کے بزرگ قتل ہوئے۔

علیؑ نے ولید بن عتبہ بن نوافل بن خویلہ جس پر آنحضرتؐ نے نفرین کی تھی، حضرت کے ہاتھوں مارا گیا۔ [168] ان کے علاوہ دیگر بیس افراد آپؐ کے ہاتھوں قتل ہوئے جن میں حنظله بن ابو سفیان و عاصن بن سعید شامل ہیں۔ [169] بعد امام علیؑ نے معاویہ کو ایک خط میں لکھا: ابھی بھی وہ شمشیر جس سے تمہارے جد (عتبہ ہندہ کا باپ)، مامون (ولید عتبہ کا بیٹا) اور بھائی (حنظلہ بن ابی سفیان) کو قتل کیا تھا، میرے پاس ہے۔ [170]

## جنگ احمد

جنگ احمد میں مشرکین کے غلبہ کے بعد بہت سے مسلمانوں نے میدان جنگ سے فرار اختیار کی اور پیغمبرؐ کو تنہا چھوڑ دیا۔ حضرت علی و بعض دیگر افراد موجود رہے اور انہوں نے آنحضرت کا دفاع کیا۔[171] خود علی نے اس واقعہ کو اس طرح نقل کیا ہے مہاجرین و انصار نے اپنے گھروں کی طرف راہ فرار اختیار کی۔ لیکن میں نے جبکہ میرے جسم پر ستر زخم تھے، رسول خداؐ کا دفاع کیا۔[172]

شیعہ[173] و اہل سنت[174] مصادر کے مطابق، امام علیؑ اس جان نثاری کے صلے میں جبرائیل نازل ہوئے اور رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر علیؑ کے ایثار کی تعریف و تمجید کی اور عرض کیا: یہ ایثار اور قربانی کی انتہا ہے جو وہ دکھا رہے ہیں۔ رسول خداؐ نے تصدیق کرتے ہوئے فرمایا: إِنَّمِّا مِنْنَا مَنْهُ (وہ مجہ سے ہے اور میں علی سے ہوں) اس کے بعد ایک ندا آسمان سے سنائی دی: لَا سِيفَ إِلَّا ذُو الْفَقَارِ وَ لَا فَتْنَةَ إِلَّا عَلَىٰ۔ (ترجمہ: ذوالفقار کے سوا کوئی تلوار نہیں اور علیؑ کے سوا کوئی جوان نہیں ہے)۔

## جنگ خندق (احزاب)

جنگ خندق میں رسول اللہؐ نے اصحاب کے ساتھ مشورہ کیا تو سلمان فارسی نے رائے دی کہ مدینہ کے اطراف میں ایک خندق کھوڈی جائے جو حملہ آوروں اور مسلمانوں کے درمیان حائل ہو۔[175] کئی دن تک لشکر اسلام اور لشکر کفر خندق کے دو کناروں پر آمنے سامنے رہے اور کبھی کبھی ایک دوسرے کی طرف تیر یا پتھر پہینکتے تھے؛ بالآخر لشکر کفار سے عمرو بن عبدود اور اس کے چند ساتھی خندق کے سب سے تنگ حصے سے گذر کر دوسری طرف مسلمانوں کے سامنے آئے میں کامیاب ہوئے۔ علیؑ نے رسول خداؐ سے درخواست کی کہ انہیں عمرو کا مقابلہ کرنے کا اذن اور آپؐ نے اذن دے دیا۔ علیؑ نے عمرو کو زمین پر گرا کر ہلاک کر دیا۔[176] جب علیؑ عمرو کا سر لے کر رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؐ نے فرمایا: ضَرَبَةُ عَلِيٍّ يَوْمَ الْخَنَدَقِ أَفْضَلُ مِنْ عِبَادَةِ النَّقَلَيْنِ۔ (ترجمہ: روز خندق علیؑ کا ایک وار جن و انس کی عبادت سے افضل ہے)۔[177]

## جنگ خیر

جنگ خیر جمادی الاولی سنہ 7 ہجری میں واقع ہوئی جب رسول اللہؐ نے یہودیوں کا مقابلہ کرنے کے لئے ان کے قلعوں پر حملہ کرنے کا فرمان جاری کیا۔[178] اور جب ابوبکر اور عمر جیسے متعدد افراد یہودی قلعوں کی تسخیر کے مشن میں ناکام رہے تو رسول خداؐ نے فرمایا: لَا عَطِينَ الرَّاِيَةَ رَجُلًا يَحْبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أَوْ يَحْبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ میں کل پرچم ایسے فرد کے سپرد کر رہا ہوں جو خدا اور اس کے رسولؐ کو دوست رکھتا ہے اور خدا اور اس کا رسول بھی اسے دوست رکھتے ہیں۔[179] صبح کے وقت رسول اللہؐ نے علیؑ کو بلایا اور پرچم ان کے سپرد کیا۔ شیخ مفید کے نقل کے مطابق، علیؑ اپنی ذوالفقار لے کر میدان جنگ میں اترے اور جب ڈھال ہاتھ سے گر گئی تو آپؐ نے ایک قلعے کا دروازہ اکھاڑ کر اسے ڈھال قرار دیا اور جنگ کے آخر تک اسے ڈھال کے طور پر استعمال کیا۔[180]

رسول خداً ماه مبارک رمضان سنہ 8 ہجری کو فتح مکہ کی غرض سے مدینہ سے خارج ہوئے۔ مکہ میں داخل ہونے سے پہلے لشکر اسلام کا پرچم سعد بن عبادہ کے ہاتھ میں تھا لیکن سعد نے جنگ، خون ریزی اور انتقام جوئی کے بارے میں باتیں کیں۔ پیغمبر اسلام کو جب انکا پتہ چلا تو آپ نے امام علی کو کہا کہ اس سے تم پرچم لے لو۔ فتح مکہ کے بعد رسول اللہ کی ہدایت پر تمام بتوں کو توڑ دیا گیا اور آپ کی ہدایت پر علی نے آپ کے دوش پر کھڑے ہو کر بتوں کو توڑا۔ امام علی نے خزانہ کے بت کو کعبہ کے اوپر سے نیچے گرا دیا اور مستحکم بتوں کو زمین سے اکھاڑ کر زمین پر پھینک دیا۔ [181]

### جنگ حنین

جنگ حنین سنہ 8 ہجری میں واقع ہوئی۔ اس میں مہاجرین کا پرچم امام علی کے ہاتھوں میں تھا۔ [182] اس جنگ میں مشرکین کے اچانک حملے کے بعد مسلمانوں نے فرار اختیار کی۔ صرف و جند دیگر افراد ثابت قدم رہے اور انہوں نے آنحضرت کا دفاع کیا۔ غزوہ کا سبب یہ تھا کہ قبیلہ ہواز اور قبیلہ ثقیف کے اشراف نے فتح مکہ کے بعد رسول اللہ کی طرف اپنے خلاف جنگ کے آغاز کے خوف سے حفظ ما تقدم کے تحت مسلمانوں پر حملہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ [183]

### جنگ تبوک

وہ واحد غزوہ جس میں علی نے رسول اللہ کے ساتھ شرکت نہیں کی وہ غزوہ تبوک تھا۔ علی رسول اللہ کی ہدایت پر مدینہ میں ٹھرہ تاکہ آپ کی غیر موجودگی میں مسلمانوں اور اسلام کو منافقین کی سازشوں سے محفوظ رکھیں۔ علی کے مدینہ میں ٹھرہنے کے بعد منافقین نے علی کے خلاف تشهیری مہم کا آغاز کیا اور علی نے فتنے کی آگ بجهانے کی غرض سے اپنا اسلحہ اٹھایا اور مدینے سے باہر رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور منافقین کی تشهیری مہم کی اطلاع دی۔ یہی وہ موقع تھا جب رسول اللہ نے حدیث منزلت فرمائی کہ: "میرے بھائی علی! مدینہ لوٹو، کیونکہ وہاں کے معاملات سلچھانے کے لئے تمہارے اور میرے بغیر کسی میں اپلیت نہیں ہے۔ پس تم میرے اہل بیت اور میرے گھر اور میری قوم کے اندر میرے جانشین ہو! کہ تم خوشنود نہیں ہو کہ تمہاری نسبت مجھ سے وہی ہے جو موسی سے ہارون کی تھی، سوا اس کے میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔" [184]

### سرایا

سریہ علی بن ابی طالبؑ فدک، بنی سعد سے مقابلہ شعبان سنہ 6 ہجری [185]

سریہ علی بن ابی طالبؑ قبیلہ بنی طی میں بت خانہ فلس کی تخریب کے لئے۔ ربیع الثانی سنہ 9 ہجری [186]

سریہ علی بن ابی طالبؑ یمن رمضان سنہ 10 ہجری [187]

یمن کی ذمہ داری

آنحضرت نے فتح مکہ اور جنگ حنین میں کامیابی کے بعد سنہ 8 ہجری میں اپنی دعوت میں وسعت دی۔ اسی سلسلہ میں معاذ بن جبل کو یمن بھیجا۔ وہ بعض مسائل کے حل میں ناکام رہے اور واپس آگئے۔ اس کے بعد

آپ نے خالد بن ولید کو بھیجا۔ ان سے مسئلہ حل نہیں ہوا اور ۶ کے بعد وہ بھی واپس آگئے۔ تب آنحضرت نے امام علی کو بلایا اور انہیں اپنے خط کے ہمراہ یمن روانہ کیا۔ امام نے اہل یمن کو آنحضرت کا خط پڑھ کر سنایا اور انہیں توحید کی دعوت دی۔ امام کی کوششوں سے قبیلہ ہمدان مسلمان ہو گیا۔ امام نے ان کے اسلام لانے کی خبر آنحضرت<sup>ؐ</sup> کو بھیجی۔ آپ خوش ہوئے اور بمدانیوں کو دعائیں دی۔[188] ایک دوسری گزارش میں قبیلہ مذحج کے ساتھ امام علی کی جنگ کا ذکر ہوا ہے۔ اس گزارش کے مطابق، امام ان کی سر زمین کی طرف گئے اور انہیں اسلام کی دعوت دی۔ انہوں نے قبول نہیں کیا اور جنگ کے لئے آمادہ ہو گئے تو آپ نے ان سے جنگ کی اور ان کے فرار اختیار کرنے کے بعد انہیں دوبارہ اسلام کی دعوت دی، غنائم جنگ کو جمع کیا اور نجران کے صدقات کے ساتھ حج کے موسم میں سب آنحضرت کے حوالے کیا۔[189] آنحضرت نے یمن کی قضاوت بھی امام کے حوالے کی اور اس میں استواری کے لئے ان کے حق میں دعا فرمائی۔ تاریخی مصادر میں وہاں قضاوت کے بعض نمونے ذکر ہوئے ہیں۔[190]

---

## حوالہ جات

- ابن سعد، ج 3، ص 24.
- احمدی، «تحلیل روایی - تاریخی پرچم داری امیر مومنان علی در غزوات پیامبر اکرم»، ص ۳۷۔
- ابن عبد البر، الاستیعاب، ۱۴۱۲ق، ج ۳، ص ۱۰۹۔
- بلاذری، ج 1، ص 2883۔
- ابن حجر، الإصابة، ۱۴۱۵ق، ج ۸، ص ۱۹۰۔
- بلاذری، أنساب الأشراف، ۱۴۱۷ق، ج ۱، ص ۱۵۲۔
- طبری، ج 2، ص 148۔
- واقدی، محمد بن عمر، المغازی، ج ۱، ص ۹۱۔
- ابن ہشام، ج 1، ص 708-713۔
- سید رضی، نهج البلاغة، ۱۳۱۲ق، ص ۳۵۳، نامہ ۶۲۔
- واقدی، المغازی، ۱۴۰۹ق، ج ۱، ص ۲۴۰۔
- دیلمی، إرشاد القلوب إلى الصواب، ۱۴۱۲ق، ج ۲، ص ۳۴۶۔
- کلینی، الکافی، ۱۴۰۷ق، ج ۸، ص ۱۱۰۔
- ابن اثیر، الکامل فی التاریخ، ج ۲، ص ۱۵۴۔
- ابن ہشام، ج 3، ص 235۔
- ابن کثیر، البدایہ و النہایہ، ۱۳۱۳ق، ج ۲، ص ۱۲۱۔
- مجلسی، ج 20، ص 216۔ بغدادی، تاریخ بغداد 13/18/6978
- ابن ہشام، ج 2، ص 328۔
- مسلم، ج 15، ص 178-179۔

- مفید، ارشاد، 590.
- حلبی، ج 3، ص 30.
- آیتی، تاریخ پیامبر اسلام، ص ۴۵۹.
- یعقوبی، تاریخ یعقوبی، ج ۲، ص ۶۲.
- مفید، ارشاد، ج 1، ص 156؛ ابن ہشام، ج 4، ص 163.
- وقدی، المغازی، ۱۴۰۹، ج ۲، ص ۵۶۲؛ ابن سعد، الطبقات الکبری، ۱۴۱۰، ج ۲، ص ۶۹؛ یاقوت حموی، معجم البلدان، ۱۹۹۵، ج ۴، ص ۲۳۸؛ طبری، تاریخ الامم و الملوك، ۱۳۸۷، ج ۲، ص ۶۴۲؛ ابن اثیر، الكامل فی التاریخ، ۱۳۸۵، ج ۲، ص ۲۰۹.
- آیتی، تاریخ پیامبر اسلام، ۱۳۶۱، ص ۵۷۶.
- ابن ہشام، السیرة النبویة، ج ۴، ص ۳۱۹؛ وقدی، کتاب المغازی، ۱۴۰۹، ج ۳، ص ۸۲۶ و رسول محلاتی، تاریخ اسلام، ۱۳۷۴، ج ۱، ص ۱۴۱ و ۱۵۳.
- طبری، تاریخ الامم و الملوك (تاریخ طبری)، ج ۳، ص ۱۳۱-۱۳۲-۱۳۸۷؛ ذہبی، تاریخ الاسلام، ج ۲، ص ۶۹۰-۶۹۱؛ مفید، الارشاد، ج ۱، ص ۶۲، ۱۴۱۳-۱۴۰۹.
- ابن سعد، الطبقات الکبری، ج ۲، ص ۱۲۸-۱۲۹؛ وقدی، محمد بن عمر، کتاب المغازی، ج ۳، ص ۱۸۰۲-۱۸۰۳، ۱۴۰۹.
- ابن حنبل، مسند احمد بن حنبل، ج ۲، ص ۲۲۵، ۱۴۲۱؛ حاکم نیشابوری، المستدرک علی الصحیحین، ج ۳، ص ۱۴۱۱، ۱۴۵.